غذائے اطفال میں غیر ماکول اللحم حیوان کے دودھ کا استعمال: طبّی وشرعی جائزہ

Use of Non Edible Animal's Milk in Child Nutrition: Analysis by Sharī ʿah and Medicine

Muhammad Zohaib
(Doctoral Candidate, Department of Islamic Learning, University of Karachi)

Dr. Muhammad Atif Aslam Rao
(Assistant Professor, Department of Islamic Learning, University of Karachi)
Email: dratifrao@uok.edu.pk

Abstract
The article presents a comprehensive analysis of the utilization of non-edible animal's milk in child nutrition, integrating perspectives from both Sharī ʿah and medicine. Drawing on Islamic dietry guidelines and medical considerations, the study investigates the nutritional values of non-edible animal's milk and assesses its permissibility and potential health implications for children. The research explores the composition of non-edible animal's milk, comparing it to traditionally accepted milk sources to determine its adherence to Islamic dietry laws. It explores the potential benefits of utilizing non-edible animal's milk in addressing nutriotional needs and health concerns in children while considering the border principles of Sharī ʿah regarding ḥalāl (permissible) and ḥarām (prohibited) substances. The study's findings aim to provide a Sharī ʿah-Centric analysis of the permissibility of incorporating non-edible animal's milk into child nutrition, contributing valuable insights to discussions on unconventional dietary choices within the context of Islamic teachings. By merging insights from Sharī ʿah and medicine, this research contributes a holistic perspective on the use of non-edible animal's milk in child nutrition. The findings aim to inform discussions surrounding dietry choices, encouraging a nuanced understanding that respects both religious principles and contemporary medical knowledge in shaping optimul nutrition for children within Islamic communities.

Keywords: Non-edible animal, Sharī ʿah-centric, nutriotional needs, ḥalāl (permissible) and ḥarām (prohibited) substances.

تمہید:

وجودِ انسانی کے آغاز سے ہی بقائے بشریت علاج معالجہ کے معاملات بھی وابستہ رہے، چنانچہ ان امور کے لیے انسانی ذہن نے قدرتی ذرائع اور وسائل بروئے کار لاتے ہوئے مختلف النوع طرق معلوم کیے، اسی لیے ہمیں قدیم طریق ہائے علاج میں جڑی بوٹیوں اور حیوانی اجزاء کے استعمال سے علاج کی بابت علم ہوتا ہے، جس کے ذریعہ انسان کے طبی وجسمانی معاملات کی نگہداشت کی جاتی رہی، نیز علاج کے ایسے قدیم طریقے آج بھی اپنی قدامت

اور میڈیکل سائنس کی ترقی کے باوجود استعمال کیے جاتے ہیں، بلکہ بسا اوقات میڈیکل سائنس کے علاج سے بھی بہتر اور مستحکم نتائج حاصل ہوتے ہیں، تاہم جدید ترقی یافتہ علاج کی سہولیات نے قدیم طریقوں کی سائنسی تحقیق اور جانچ میں ہزار گنا جدت پیدا کر دی ہے، اس لیے آج کے زمانہ میں نباتات و حیوانات کو انسانی علاج معالجہ میں استعمال کرنے کی بابت ہم کچھ ایسی جہات سے روشناس ہو سکتے ہیں، جن کی دریافت اس سے قبل کے زمانے میں معلوم کیا جانا ممکن نہ تھا، چنانچہ شیر مادر کے متبادل کے معاملے میں بھی ہمیں قدیم روایات میسر آتی ہیں، جن میں کسی حادثہ کی صورت میں ماں کے دودھ کے متبادل بچے کی غذائی ضرورت پورا کرنے کے لیے بعض دیگر چیزیں استعمال کی جاتی تھیں اور انھیں میں سے ایک جزء گدھی کے دودھ (donkey's milk) کا استعمال ہے، چنانچہ پیشِ نظر مقالہ میں اس کے متعلق طبی و شرعی پہلو سے جائزہ لینے کی سعی کی گئی ہے کہ آیا یہ دودھ واقعی طبی نکتہ نگاہ سے بچے کی غذائی قلت دور کرنے اور مفید ہونے، نیز شرعی لحاظ سے استعمال کیے جانے کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ اس محدود پہلو پر تحقیق و تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

سابق علمی کاموں کا جائزہ:

اس دودھ کے بارے میں طبی کتب کے طریقہ ہائے علاج میں تو بیان کیا گیا، اسی طرح فقہی کتب میں بعض مسائل کی تحقیق اور حکم شرعی کی وضاحت کے لیے بھی ذکر ملتا ہے، تاہم کسی ایسی مستقل تحقیق کے بارے میں ہنوز معلوم نہیں ہو سکا، جس میں طبی و شرعی ہر دو پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے جائزہ لیا گیا ہو، اسی طرح انگریزی زبان میں میڈیکل وغیرہ کی کتب اور بعض ویب سائٹس پر بھی کچھ مضامین موجود ہیں، تاہم ان میں فقط مخصوص پہلو پر بحث کی گئی ہے، جبکہ ہمارے پیشِ نظر پاکستانی معاشرے میں سوشل میڈیا کے ذریعہ اس کی تشہیر کے بعد بڑھتا ہوا رجحان ہے، اسی لیے مقالہ نگاران نے اپنی تحقیق میں صرف روایتی طبی گفتگو پر انحصار نہیں کیا، بلکہ اس کے ساتھ اسلامی و فقہی پہلو کو بھی شامل کیا ہے، تا کہ مقالہ دونوں پہلوؤں پر مواد پیش کر سکے، الغرض اس عنوان پر ہماری جستجو کے مطابق ابھی تک کوئی مستقل تحقیقی کام عیاں نہیں ہو سکا۔

دوا اور غذا کے تناظر میں مذکورہ دودھ کا استعمال:

پاکستانی بلکہ اسلامی معاشرے میں گدھی کا دودھ (donkey milk) بطورِ غذا تو اسے بالکل استعمال نہیں کیا جاتا، کیونکہ یہاں کا رہن سہن اور تمدنی روایات میں یہ کبھی مرغوب نہیں رہا، لہٰذا اس پہلو سے بحث کرنا غیر ضروری طوالت کا باعث ہو گا، البتہ اس دودھ کو بعض قدامت پسند افراد ٹی بی (TB) کے مرض وغیرہ میں استعمال کروایا کرتے تھے، چنانچہ نسلی روایات کی منتقلی کے سبب یہ طریق علاج بعض افراد کے یہاں مستعمل ہے، نیز

عین ممکن ہے کہ ہندوانہ تہذیب کے ساتھ صدیوں کے ربط سے یہ طریق علاج اپنالیا گیا، جسے بعد میں نسل در نسل کچھ لوگوں کے یہاں استعمال کیا جانے لگا ہو، یا پھر ویدک علاج معالجہ کے اثرات نے اسے کچھ مسلمان کے درمیان فروغ بخشا ہو، بہر صورت یہ بات واضح ہے کہ برصغیر کے مسلم معاشرے میں یہ دودھ بطور دوا اور غذا کسی طور پر پسندیدہ نہیں رہا، اسی لیے فقط بعض صورتوں کے استعمال تک ہی محدود رہا۔

لیکن چند ماہ پہلے بطور دوا اس کے استعمال میں تیزی آئی اور لوگ اس بارے میں پوچھنے لگے، تو اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ایک پاکستانی میڈیا چینل کے مارننگ شو میں بتایا گیا: ماں کے دودھ کے بعد سب سے اچھا دودھ گدھی کا ہے اور یہ ماں کے دودھ کا متبادل ہے۔ اس خبر کے بعد معاشرے میں اس کے استعمال کے رجحانات میں تیزی آئی، چنانچہ مقالہ نگار کے نجی دواخانہ پہ ایک خاتون نے آکر کہا کہ ان بیٹی کو دودھ نہیں، اسی لیے ہم اپنی پوتی کو گدھی کا دودھ استعمال کروا رہے ہیں، کیونکہ میڈیا پر اسے ماں کے دودھ کا متبادل بتایا گیا ہے۔ چنانچہ ہم نے مزید تحقیق کرنے کے لیے اپنے معتمد ادویات فروش اور پنساریوں سے دریافت کیا، تو معلوم ہوا کہ ان کے پاس بھی کچھ ایسے افراد آئے، جنھوں نے گدھی کا خشک دودھ طلب کیا تھا۔ ہمارے استاد حکیم یوسف صاحب جو شہر کراچی کے علاقہ کورنگی میں مطب کرتے ہیں، انھوں نے بتایا کہ میرے پاس ایک بچی لائی گئی، جس کے پھیپڑے سخت متاثر تھے، تو میں نے اس میں گدھے کی ایک مخصوص بو محسوس کی، پھر میرے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ کسی طبیب کے کہنے پر اسے کئی دنوں تک گدھی کا دودھ پلایا گیا، جس سے باعث اس میں یہ بو پیدا ہو گئی ہے، اس سے بھی معلوم ہوا کہ بعض اطباء بھی اسے بطور دوا مریضوں کو استعمال کروا رہے ہیں، الغرض اس سے اندازہ ہوا کہ معاشرے میں اس میڈیائی پیغام کا بہت زیادہ اثر ہو چکا اور لوگ باقاعدہ اس کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔

طبی / میڈیکل نکتہ نگاہ

طبّی کتب میں اس دودھ کے فوائد و نقصانات دونوں امور کا ذکر ملتا ہے، نیز بعض اطباء نے اپنی تحقیق کے مطابق اسے ماں کے دودھ کے بعد بہترین غذا قرار دیا ہے، چنانچہ ابن ربن طبری نے اپنی مشہور طبّی کتاب "فردوس الحکمہ" میں لکھا:

والأفضل لبن النساء الرقيق النقى، وبعده لبن الأتان.(1)

یعنی (بچے کی غذائیت کے لحاظ سے) سب سے بہتر دودھ ماں کا ہے، اس کے بعد گدھی کا۔

اسی طرح پاکستان کے مشہور طبیب و استاد حکیم یسین دنیاپوری رقم طراز ہیں:

عورت کے دودھ سے (غذائیت و فوائد کے لحاظ سے) مشابہ صرف گدھی کا دودھ ہے، کیوں کہ یہ

شیر مادر کی خصوصیات رکھتاہے، کمزور بچے اس کو بخوبی ہضم کر سکتے ہیں، جاننا چاہیے کہ گدھی کا دودھ بہت زیادہ میٹھاہوتاہے جس کو انسانی بچے بغیر طلب کیے ایسے ہی پی لیتے ہیں۔[2]

یورپی تحقیقات بھی یہی ہیں کہ ماں کے دودھ کے بعد سب سے بہتر دودھ گدھی کا ہے، چنانچہ انٹرنیٹ پر شائع شدہ ایک نجی رپورٹ میں بیان کیا گیا:

ہمارے ہاں گدھی کے دودھ پینے کا تصور بھی محال سمجھا جاتا ہے، لیکن یورپ نے اسے شفاہی شفا قرار دے دیاہے اور یورپی ماہرین نے بھی گدھی کے دودھ کے درجنوں دیگر فوائد گنوانے کے بعد اسے ننھے بچوں کے لیے ماں کے دودھ کا نعم البدل قرار دیاہے۔

اس کے علاوہ یورپ میں کی گئی متعدد حالیہ تحقیقات میں بتایا گیاہے کہ جو بچے ماں کا دودھ نہیں پی سکتے اور کسی الرجی (allergy) کی بنا پر گائے یا بکری کا دودھ بھی نہیں پی سکتے، ان کے لیے سب سے اچھا نعم البدل گدھی کا دودھ ہے۔ یورپی ماہرین کا کہنا ہے کہ گدھی کا دودھ انسانی دودھ سے کافی حد تک ملتی جلتی چیز ہے، اس میں گائے کے دودھ کی نسبت کہیں زیادہ پروٹین اور وٹامنز (protein and vitamins) پائے جاتے ہیں۔[3]

طوالت کے پیشِ نظر ہم نے صرف تین حوالہ جات نقل کیے ہیں جن سے طبی نکتہ نظر سے گدھی کے دودھ کی افادیت کا علم ہوتاہے مزید مطالعہ کے لیے انٹرنیٹ سے جدید تحقیقات کو دیکھا جاسکتاہے۔

بطور غذاء اس دودھ کے استعمال کی شرعی حیثیت:

ایک واضح فقہی اصول یہ ہے کہ جس جانور کا گوشت حرام ہو، تو اس کا دودھ استعمال کرنا بھی حرام ہوتاہے، چنانچہ اس تناظر میں دیکھا جائے، تو فقہ اربعہ کے علماء متفق ہیں کہ گدھا حرام جانوروں میں سے ایک ہے، اسی کی وجہ یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں گدھے کا گوشت مباح تھا، تاہم جنگ خیبر کے موقع پر حضور ﷺ نے اسے حرام فرمادیا، چنانچہ حضرت ابوثعلبہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے پالتو گدھوں کا گوشت حرام فرمادیا:

حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُومَ الحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ.[4]

یعنی رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا۔

اسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ.[5]

یعنی نبی ﷺ نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا۔

مذکورہ احادیث کئی صحابہ کرام سے مروی ہے، چنانچہ ان فرامین سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ

خیبر کے موقع پر حضور ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت کو امت کے لیے حرام قرار دیا، لہٰذا اس کے حرام ہونے پر کسی فقہی مکتب میں کوئی اختلاف نہیں۔

الحمار الأهلي کیا ہے؟

چونکہ سابق احادیث میں پالتو گدھوں کا ذکر ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس بارے میں جان لیا جائے کہ علمائے کرام اس اصطلاح سے کیا مراد لیتے ہیں، چنانچہ ماہر حیوانیات علامہ دمیری لکھتے ہیں:

> الحمار الأهلي گھریلو گدھے کو کہتے ہیں، اس کی جمع حمیر، حمر اور احمرہ آتی ہے، گدھی کو بہت سے لوگ "اُمّ محمود، اُمّ تولب، اُمّ جحش اور اُمّ وہب" بھی کہتے ہیں (اہل عرب کی زبان میں اس کے مختلف نام ہیں، ان میں سے کچھ بیان ہوئے)۔ کوئی حیوان ایسا نہیں ہے جو اپنے غیر جنس پر جفتی کرتا ہو، صرف گدھا اور گھوڑا ہی ایسے جانور ہیں، جو ایک دوسرے پر جفتی کرتے ہیں۔[6]

عربی زبان میں حمار کی مؤنث کے لیے "اتان" استعمال ہوتا ہے، چنانچہ فقہائے کرام نے اسی اصطلاح کو مسائل شرعیہ میں بیان کرتے ہوئے "لبن الاتان" کہا اور اسے اس کے گوشت کی طرح حرام قرار دیا ہے، کیونکہ کسی حیوان کے لیے جو حکم اس کے گوشت کا ہوتا ہے، وہی اس حیوان کے دودھ کا بھی ہوتا ہے۔ اب ذیل میں اختصار کے ساتھ فقہ اربعہ کے علماء کی بعض آراء نقل کر رہے ہیں، تاکہ فقہی دبستان میں بھی اس کی کیفیت اجاگر ہو جائے۔

فقہ حنفی کی آراء:

احناف کے یہاں گدھی کے دودھ سے متعلق دو قول معلوم ہوتے ہیں، ایک کے مطابق حرام اور دوسرے کے مطابق مکروہ تحریمی ہے، چنانچہ مشہور فقہی کتاب "الجوہرۃ النیرہ" میں ہے:

> **لَبَنُ الْأَتَانِ حرامٌ، وَفِي الْمُحِيطِ: لَبَنُ الْأَتَانِ نَجِسٌ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، وَرُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ: أَنَّهُ طَاهِرٌ، وَلَا يُؤْكَلُ. قَالَ التُّمُرْتَاشِيُّ وَعَنْ الْبَزْدَوِيِّ: أَنَّهُ يُعْتَبَرُ فِيهِ الْكَثِيرُ الْفَاحِشُ، وَهُوَ الصَّحِيحُ. وَعَنْ شَمْسِ الْأَئِمَّةِ: أَنَّهُ نَجِسٌ نَجَاسَةً غَلِيظَةً؛ لِأَنَّهُ حَرَامٌ بِالْإِجْمَاعِ.**[7]
>
> گدھی کا دودھ حرام ہے۔ محیط (برہانی) میں ہے کہ ظاہر الروایہ کے مطابق گدھی کا دودھ نجس ہے۔ امام محمد سے منقول ہے کہ دودھ (پاکیزگی کے احکام کے لحاظ سے) طاہر ہے، تاہم اسے

استعمال نہیں کیا جائے گا۔ تمر تاشی نے بزدوی سے نقل کیا ہے کہ اس بارے میں کثیر مقدار کا اعتبار کیا جائے گا اور یہی صحیح ہے۔ شمس الائمہ سے منقول ہے کہ گدھی کا دودھ نجس یعنی نجاست غلیظہ ہے، کیونکہ یہ بالاجماع حرام ہے۔

اسی طرح شیخ جمال الدین زیلعی حنفی اور متاخر فقیہ شیخ ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

(كُرِهَ لَبَنُ الْأَتَانِ) لِأَنَّ اللَّبَنَ؛ يَتَوَلَّدُ من اللَّحْمِ، فَصَارَ مثله.(8)

گدھی کا دودھ مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ دودھ اس کے گوشت سے ہی بنتا ہے، چنانچہ جو گوشت کا حکم، وہی اس کے دودھ کا بھی ہے۔

حنفی عالم شیخ زادہ اپنی کتاب "مجمع الانہر" میں لکھتے ہیں:

ولا يحلّ شرب لبن الأتان-بالفتح- هي أنثى الحمر الأهلية، لكون اللبن متولّدا من لحم فيأخذ حكمه.(9)

گدھی کا دودھ پینا حلال نہیں، کیونکہ اس کا دودھ، اس کے گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور دودھ کا حکم وہی ہے، جو گوشت کا حکم ہے۔

الغرض سابق میں مذکور فقہائے احناف کی عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ احناف کے نزدیک گدھی کے دودھ کے حوالے سے دو موقف ہیں، ایک حرام اور دوسرا مکروہ تحریمی، لیکن کم از کم مکروہ تحریمی ہونے پر سب کا اتفاق ہیں، چنانچہ اس بارے میں معاصر فقہی تالیف "الموسوعة الفقهية الكويتية" میں احناف کے مختلف اقوال کا خلاصہ یوں بیان کیا گیا:

وهى مكروهٌ عند الحنفية.(10)

احناف کے نزدیک یہ دودھ (استعمال کرنا) مکروہ تحریمی ہے۔

فقہ شافعی کی آراء:

اس کے بارے میں شوافع کا موقف بھی واضح ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہ دودھ نجس و حرام ہے، چنانچہ فقہ شافعی کے معتمد عالم شیخ الاسلام زکریا انصاری شافعی لکھتے ہیں:

لَبَنَ الْأَتَانِ نَجِسٌ.(11)

یعنی گدھی کا دودھ نجس ہے۔

نیز اسی طرح امام نووی شافعی لکھتے ہیں:

فِي لَبَنِ الْأَتَانِ وَنَحْوِهَا ثَلَاثَةَ أَوْجُهٍ، الصَّحِيحُ: أَنَّهُ نَجِسٌ۔[12]

یعنی گدھی کے دودھ کے بارے میں تین اقوال ہیں، لیکن صحیح قول یہی ہے کہ وہ نجس ہے۔

فقہ حنبلی کی آراء:

حنابلہ بھی اس کی حرمت کا موقف رکھتے ہیں، چنانچہ ان کے نزدیک یہ دودھ حرام اور نجس ہے، اس کی صراحت میں شیخ ماقضی قریب کے حنبلی عالم محمد بن محمد المختار شنقیطی لکھتے ہیں:

لأنه معلوم أن الحُمر لما حرم النبي صلى الله عليه وسلم لحومها قال: (إنها رجس)، ثم إن لحوم الأتن مذهب طائفة من العلماء نجاستها، حتى إنهم قالوا: لا يجوز شرب لبن الأتان إلاّ عند الضرورة۔[13]

ترجمہ: کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ جب نبی ﷺ نے گدھوں کا گوشت حرام کیا، تو فرمایا: بیشک گدھے ناپاک ہیں۔ گدھی کے گوشت کے بارے میں علماء کے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ ناپاک ہے، حتیٰ کہ انھوں نے کہا: گدھی کا دودھ پینا فقط ضرورت کے وقت جائز ہے۔

فقہ مالکی کی آراء:

مالکیوں کے یہاں بھی شوافع اور حنابلہ کی طرح اس کے حرام ہونے کا موقف ہے، چنانچہ ابو محمد علی بن احمد قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

وَكُلُّ مَا حَرُمَ أَكْلُ لَحْمِهِ فَحَرَامٌ بَيْعُهُ وَلَبَنُهُ، لأَنَّهُ بَعْضُهُ وَمَنْسُوبٌ إِلَيْهِ وَبِاللهِ تَعَالَى التَّوْفِيقُ، إِلاَّ أَلْبَانَ النِّسَاءِ، فَهِيَ حَلاَلٌ، كَمَا ذَكَرْنَا قَبْلُ وَبِاللهِ تَعَالَى التَّوْفِيقُ. وَيُقَالُ: لَبَنُ الأَتَانِ، وَلَبَنُ الْخِنْزِيرِ، وَبَيْضُ الْغُرَابِ، وَبَيْضُ الْحَيَّةِ، وَبَيْضُ الْحِدَأَةِ كَمَا يُقَالُ يَدُ الْخِنْزِيرِ، وَرَأْسُ الْحِمَارِ، وَجَنَاحُ الْغُرَابِ ، وَزِمِكَّى الْحِدَأَةِ، وَلاَ فَرْقَ۔[14]

ترجمہ: ہر وہ جانور جس کا گوشت کھانا حرام ہے، اسے بیچنا اور اس کا دودھ استعمال کرنا بھی حرام ہے، کیونکہ دودھ بھی اسی کا حصّہ اور اسی کی طرف منسوب ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی توفیق ملتی ہے۔ ہاں عورتوں کا دودھ، تو وہ حلال ہے، جیسا کہ ہم گزشتہ میں اسے بیان کر چکے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی توفیق ملتی ہے۔ گدھی کے دودھ، خنزیر کے دودھ، کوّے کے انڈے، سانپ اور چیل کے انڈے کے بارے میں بھی ویسا ہی قول ہے، جیسا کہ خنزیز کی دستی،

گدھے کے سر اور کوّے کے پر کے بارے میں ہے کہ ان کے مابین (حرام ہونے میں) کوئی فرق نہیں۔

سابق میں بیان کردہ فقہ اربعہ کی بعض نصوص واقوال کا جائزہ لینے سے عیاں ہوتا ہے کہ فقط احناف کے ہاں اس بارے میں دو موقف ہیں، ایک حرام اور دوسرا مکروہ تحریمی، جبکہ اس کے مقابل فقہائے ثلاثہ اسے بالاتفاق "نجس" قرار دیتے ہوئے حرام کہتے ہیں۔

بطور دوا/علاج استعمال کی شرعی حیثیت

گدھی کا دودھ ایک تو ماں کے دودھ کے متبادل استعمال کروایا جاتا ہے، اس کے علاوہ بھی اسے بہت سے امراض میں مفید قرار دیا گیا ہے، چنانچہ معروف پاکستانی حکیم یسین دیناپوری اس کے فوائد و استعمال کے بارے میں لکھتے ہیں:

گدھی کا دودھ ملطف و مرطب ہونے کی وجہ سے دافع خشکی دماغ، یبوست پھیپھڑا اور دافع یبوست گردہ و مثانہ ہے۔ اس کے پینے سے گردہ و مثانہ میں شدید تحلیل ہو کر ادرارِ بول شروع ہو جاتا ہے۔ انہیں افعال کی وجہ سے یہ دافع سوزاک، زخم ہائے گردہ و مثانہ اور دافع سوزش امعاء ہے۔ صفراوی قلاع الفم کے لیے بہترین شے ہے، چوں کہ مسکن و مفرح قلب ہے، اس لیے فعلی طور پر قلب اور اس کے ماتحت اعضاء: جن میں پھیپھڑے خاص طور پر شامل ہیں، کے افعال میں سستی پیدا کر دیتا ہے، جس سے ان کی حرکات بھی سست پڑ جاتی ہیں، مسلسل پینے سے جب ان اعضاء میں یہ حالت قائم ہو جاتی ہے، تو ان اعضاء کی سوزش، ورم اور زخم میں بھی آرام آنا شروع ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ ورم ختم ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ زخم بند ہو جاتے ہیں۔ اور ایسا مریض بالکل تندرست ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ پھیپھڑوں کے زخم جو تپ دق کا سبب ہوتے ہیں بند ہو جاتے ہیں، انہیں افعال و خواص کی وجہ سے ٹی بی کے مریضوں کو گدھی کا دودھ پلانے کی ہدایت کی جاتی ہے۔[(15)]

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان فوائد کی بنیاد پر گدھی کا دودھ بطور دوا یا علاج استعمال کیا جا سکتا ہے؟ حالانکہ شریعت مطہرہ نے اسے حرام، رجس اور نجس قرار دیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور بطور مسلمان اسلام نے ہم پر کچھ حدود و قیود قائم کی ہیں، اس لیے ہم کسی بھی چیز کے استعمال سے پہلے شریعت کے حکم کے پابند ہیں، لہٰذا یہ صحیح نہیں کہ ہم فقط کسی چیز کے ظاہری فوائد سے متاثر ہو کر اس کی حلت و حرمت سے قطع نظر

استعمال شروع کر دیں۔ اسلام نے ہمیں پاک اشیاء کھانے اور نجس وناپاک اشیاء سے بچنے کا حکم دیا ہے اور اس بارے میں قرآن مجید کی کثیر آیات موجود ہیں:

۱۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (16)

ترجمہ: اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو، اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔

۲۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ (17)

ترجمہ: اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ اُن کے لئے کیا حلال ہوا تم فرمادو کہ حلال کی گئیں تمہارے لئے پاک چیزیں۔

۳۔ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى (18)

ترجمہ: کھاؤ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں روزی دیں اور اس میں زیادتی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب اترے اور جس پر میرا غضب اترا بیشک وہ گرا۔

۴۔ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (19)

ترجمہ: اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا۔

یہ چند آیات بطور حوالہ پیش کی گئی ہیں، ورنہ مزید کئی آیات ہیں، جن میں حلال وپاک کھانے اور حرام و نجس سے بچنے کا کہا گیا ہے اور حد عبور کرنے یعنی حرام میں مبتلا ہونے کو اللہ کے غضب کا سبب بتایا گیا اور گمراہی میں مبتلا ہونے کی وعید سنائی گئی ہے، رہی بات کہ حرام اشیاء کا استعمال صرف بطور غذا ہی ممنوع ہے یا بطور دوا بھی ممنوع ہے؟ یا پھر شریعت نے کوئی ایسی رعایت دی ہے کہ جس کی بنا پر حرام اشیاء بطور دوا استعمال کی جا سکیں، تو اس معاملہ میں یہ واضح فرمان جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے شفاء فقط حلال میں رکھی ہے، حرام میں نہیں، بلکہ حرام کا استعمال ایک بیماری ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

روي عن أم سلمة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

إن الله لم يجعل شفاء أمتي فيما حرم عليها.(20)

ترجمہ: امّ المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ نے میری

امت کے لیے حرام کردہ چیزوں میں شفاء نہیں رکھی۔

نیز ایک حدیث میں یوں بھی فرمایا گیا:

إن الله أنزل الداء والدواء، وجعل لكل داء دواء، فتداووا، ولا تتداووا بحرام.(21)

ترجمہ: اللہ تعالی نے بیماری اور دوا دونوں کو پیدا کیا لہذا دوا کیا کرو لیکن حرام اشیاء سے دوا نہ کرو۔

ان صریح نصوص سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام اشیاء میں شفاء نہیں رکھی اور نبی مکرم ﷺ نے ایسی اشیاء سے علاج کرنے سے منع فرمایا ہے، لہذا علاج کے لیے حلال ذرائع ہی اختیار کرنے چاہیے، اس تناظر میں گدھی کے دودھ سے علاج جائز نہیں، کیونکہ شریعت مطہرہ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

بطور دوا/علاج استعمال پر فقہاء کی آراء

شیخ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

لبن الأتان حرام، والاستشفاء بالحرام حرام.(22)

یعنی گدھی کا دودھ حرام ہے اور حرام چیز سے علاج بھی حرام ہے۔

نیز یہی موصوف دوسرے مقام پر ذکر کرتے ہیں:

وإذا لم يجز التداوي بلبن الأتان باتفاق أصحابنا فبالخمر أولى.(23)

یعنی جبکہ گدھی کے دودھ سے باتفاق علمائے احناف علاج کرنا جائز نہیں، تو شراب کے ساتھ بدرجہ اولیٰ جائز نہیں ہوگا۔

شیخ علاء الدین سمرقندی حنفی لکھتے فرماتے ہیں:

قال الصدر الشهيد رحمه الله وفيه نظر؛ لأن لبن الأتان حرام، والاستشفاء بالحرام حرام، وما قاله الصدر الشهيد، فهو غير مجرىً على إطلاقه، فإن الاستشفاء بالمحرم إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاءً؛ أما إذا علم أن فيه شفاء، وليس له دواء آخر غيره فيجوز الاستشفاء به.(24)

ترجمہ: صدر شہید کے قول میں (سابق مسئلہ) میں غور و فکر کی ضرورت ہے، کیونکہ گدھی کا دودھ حرام ہے اور حرام سے طلب شفا بھی حرام ہے اور جو صدر شہید نے کہا، تو وہ قول علی الاطلاق جاری نہیں ہوتا، کیونکہ حرام سے علاج صرف اسی وقت ناجائز ہے، جس وقت اس میں شفاء کا علم نہ ہو، بہر حال جب اس میں شفاء کا معلوم ہو اور اس کے علاوہ دوسری دوا بھی نہ

ہو، تو اس سے علاج معالجہ جائز ہے۔

امام محمد بن محمد المختار الشنقیطی الحنبلی لکھتے ہیں:

لا يجوز شرب لبن الأتان إلاّ عند الضرورة، وقد نظم بعض العلماء هذه المسألة بقوله في الضرورات المباحة لوجود الحاجة: وَلَبنُ الأُتنِ لِلسُّعَالِ وَالجلْدُ لِلرِّئْمَانِ فِيْهِ جالي، (ولبنُ الأتن للسُّعالِ) أي: لعلاج من به سعال ديكي، إذا لم يوجد له دواء غيره فيجوز. (25)

ترجمہ: گدھی کا دودھ پینا جائز نہیں، مگر ضرورت کے وقت، بعض علماء نے ضروریات کے بارے میں اپنی نظم میں یہ مسئلہ تحریر کیا ہے کہ حاجت کے وقت ہی بقدر ضرورت مباح ہوتا ہے۔ گدھی کا دودھ اس شخص کے لیے جسے شدید کھانسی ہو، بطور علاج جائز ہے کہ جبکہ اس کے لیے اس کے سوا کوئی دوسری دوا موجود نہ ہو۔

شیخ ابو محمد علی بن احمد قرطبی مالکی بیان کرتے ہیں:

وَكُلُّ مَا حَرُمَ أَكْلُ لَحْمِهِ فَحَرَامٌ بَيْعُهُ وَلَبَنُهُ، لأَنَّهُ بَعْضُهُ وَمَنْسُوبٌ إلَيْهِ وَبِالله تَعَالَى التَّوْفِيقُ، إلاَّ أَلْبَانَ النِّسَاءِ، فَهِيَ حَلاَلٌ، كَمَا ذَكَرْنَا قَبْلُ وَبِالله تَعَالَى التَّوْفِيقُ. وَيُقَالُ: لَبَنُ الأَتَانِ، وَلَبَنُ الْخِنْزِيرِ، وَبَيْضُ الْغُرَابِ، وَبَيْضُ الْحَيَّةِ، وَبَيْضُ الْحِدَأَةِ كَمَا يُقَالُ يَدُ الْخِنْزِيرِ، وَرَأْسُ الْحِمَارِ، وَجَنَاحُ الْغُرَابِ ، وَزِمِكَّى الْحِدَأَةِ، وَلاَ فَرْقَ. (26)

ترجمہ: ہر وہ جانور جس کا گوشت کھانا حرام ہے، اسے بیچنا اور اس کا دودھ استعمال کرنا بھی حرام ہے، کیونکہ دودھ بھی اسی کا حصّہ اور اسی کی طرف منسوب ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی توفیق ملتی ہے۔ ہاں عورتوں کا دودھ، تو وہ حلال ہے، جیسا کہ ہم گزشتہ میں اسے بیان کر چکے، اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی توفیق ملتی ہے۔ گدھی کے دودھ، خنزیر کے دودھ، کوّے کے انڈے، سانپ اور چیل کے انڈے کے بارے میں بھی ویسا ہی قول ہے، جیسا کہ خنزیز کی دستی، گدھے کے سر اور کوّے کے پر کے بارے میں ہے کہ ان کے مابین (حرام ہونے میں) کوئی فرق نہیں۔

شیخ ابو علی ہاشمی بغدادی شافعی لکھتے ہیں:

ولا يتداوى بالخمر، ولا بشيء نجس، ولا بما فيه ميتة، ولا سم، ولا بلبن الأتان الأهلية، ولا بشيء مما حرّم الله سبحانه، فلا شفاء في محرم. (27)

ترجمہ: شراب سے علاج نہیں کیا جائے گا، نہ ہی کسی ناپاک چیز سے، نہ اس چیز سے؛ جس میں مردار ہو، نہ زہر سے، نہ پالتو گدھی کے دودھ سے اور نہ اس شئ سے؛ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، کیونکہ حرام میں کوئی شفاء نہیں۔

حاصل بحث

مقالہ میں بیان کردہ مذاہب اربعہ کی فقہی مباحث سے درج ذیل امور عیاں ہوتے ہیں:

- گدھی کا دودھ حرام ہے۔
- حرام کے ذریعے شفاء حاصل کرنا بھی حرام ہے۔
- اگر کسی طرح یہ معلوم ہو بھی جائے کہ فلاں حرام چیز میں شفا ہے، تب بھی اسے فقط اسی صورت میں استعمال کیا جاسکتا ہے، جبکہ اس کے متبادل اور کوئی دوا علاج کے لیے میسّر نہ ہو، لہٰذا گدھی کا دودھ بھی صرف اسی ایک صورت میں استعمال کیا جائے، جبکہ اس کا متبادل میسّر نہ ہو اور علاج کی واقعی و شرعی ضرورت متحقق ہو، کیونکہ حالت اضطرار میں حرام چیز بھی بقدر ضرورت حلال ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ (28)

ترجمہ: وہ تو تم سے مفصّل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو۔

رہا یہ سوال کہ کیا گدھی کے دودھ کا بطور دوا کوئی متبادل نہیں، تو یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ گدھی کے دودھ کے متبادل کئی ادویات طب وحکمت میں موجود و میسّر ہیں، نیز جن مخصوص امراض کے لیے گدھی کے دودھ کو استعمال کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے، تو ان امراض کے لیے بھی متعدد مفید و مجرب ادویات رائج ہیں، جنھیں علاج معالجہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، چنانچہ یہ خیال کہ گدھی کے دودھ سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں، اس کا متبادل نہیں، یہ محض ایک وہم کے علاوہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا، البتہ اس بارے میں ادویات کی تجویز مریض کے حسب حال اور مرض کی کیفیت کے مطابق اپنائی جاتی ہے، لہٰذا اس کی تفصیل بیان کرنا موزوں نہیں۔

کیا گدھی کا دودھ، شیر مادر کا متبادل ہے؟

گدھی کے دودھ کو بہت شد و مد کے ساتھ ماں کے دودھ کا متبادل بتایا جاتا ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ ماں کے دودھ کا متبادل ماں ہی کا دودھ ہو سکتا ہے، یعنی شیر مادر کا کوئی متبادل نہیں، اگر کسی وجہ سے ایک عورت کو دودھ نہیں اترتا، یا کم اترتا ہے، یا وقت سے پہلے ختم ہو جاتا ہے، تو ان تمام صورتوں میں اس کا متبادل رضائی ماں کا دودھ

ہے، اسی لیے اسلام میں رضاعت کے باقاعدہ احکام موجود ہیں، لیکن ملٹی نیشنل کمپنیوں (multinational companies) نے اپنی تشہیر کے ذریعہ بچوں کو رضائی ماں کے علاوہ آج حقیقی ماں کے دودھ سے بھی دور کر کے یہ کہہ کر ڈبوں کے پیک دودھ پہ لگا دیا ہے کہ ڈبے کے دودھ میں ماں کے دودھ سے زیادہ غذائیت ہے اور بچوں کو دودھ پلانے سے ماں اپنی چھاتیوں کی کشش کھو دیتی ہے، چنانچہ اس سازشی ترغیب کے جھانسے میں آکر بچوں کو دودھ نہ پلانے سے بعض خوفناک طبی وجسمانی اثرات مرتب ہو رہے ہیں، ایک تو یہ کہ عصر حاضر کے بچوں نے اپنی جسمانی قوت مدافعت کھو دی ہے، جس کے نتیجے میں وہ زیادہ بیمار رہنے لگے ہیں، اسی مقصد کو کیش کرنے کے لیے باقاعدہ طور پر اب بچوں کے لیے الگ ہسپتال بنائے جا رہے ہیں، کیونکہ بچوں میں بیماریوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ دوسرا یہ کہ ماں کی چھاتیوں میں دودھ منجمد ہو کر گلٹیوں (glands) میں تبدیل ہو کر بریسٹ کینسر (breast cancer) بن جاتا ہے، چنانچہ اعداد و شمار کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ پچھلے چند سالوں میں عورتوں میں بریسٹ کینسر میں خوفناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔

تاہم اس کے برعکس ماں کے دودھ پر پلنے والے بچے اپنے اندر قوت مدافعت کا وسیع خزانہ رکھتے ہیں، انہیں مصنوعی حفاظتی ویکسین کی ضرورت کم ہی ہوتی ہے، مگر جب سے انسان نے فطرت سے بغاوت کی اور ڈبے کے دودھ، بھینس گائے یا بکری کے دودھ کو ماں کے دودھ پر فوقیت دی، تو اس سے خوفناک نتائج بر آمد ہونے لگے، ایسے بچے اگر ایک طرف قوت مدافعت سے عاری ہونے لگے، تو دوسری طرف انہیں جو دودھ دیا گیا، تو ان میں وہی عادات اور بیماری پیدا ہونے لگیں، جو دودھ کے ماخذ میں ہوتی ہیں، نیز تجربہ شاہد ہے کہ بھینس کے دودھ پر پلنے والے بچے دل کے امراض کا شکار ہوتے ہیں، بکری کے دودھ پر پلنے والے بچے قبل از وقت جوان اور بچیاں چہرے پر بالوں کے مرض کا شکار ہو جاتی ہیں، غرض بچہ جس جانور کے دودھ پر پل کر جوان ہوتا ہے، تو اس جانور کی عادات بھی اس کی صفات میں شامل ہو جاتی ہیں، اسی طرح اگر بچہ کو گدھی کا دودھ پلایا جائے، تو وہ بزدل ہوگا، کیونکہ گدھے کی سب سے بڑی صفت بزدلی ہے، اس لیے ممکن ہے کہ گدھے کے دودھ کو اس لیے بڑھا چڑھا کر ماں کے دودھ کا متبادل بنا کر مسلم معاشروں میں پیش کیا جا رہا ہو، تاکہ مسلمانوں کے اندر سے شجاعت و بہادری اور غیرت و حمیت نکل جائے۔

تجاویز و سفارشات

- جس طرح سے گدھی کے دودھ کے استعمال کے مثبت پہلو کو الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ پھیلایا گیا، اسی طرح سنجیدہ اور علمی پیغام کے ذریعہ اس کے طبی و شرعی پہلو کے متعلق بھی آگہی کی مہم چلائی جائے، تاکہ

منفی اثرات کی روک تھام ہو سکے۔

- بعض حکماء اور ڈاکٹرز کی ناتجربے کاری کی وجہ سے اس کے استعمال کے معاملہ میں قانونی وانتظامی نگرانی مقرر کی جائے، تاکہ اس کی حوصلہ شکنی ہو اور انسانی جانوں پر واقع ہونے والے اس کے مضر اثرات کا سد باب ہو سکے۔
- علمائے کرام کو اس کے بارے میں واضح حکم اجاگر کرنے اور اسے مشتہر کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ عوام اس کے حرام ہونے پر مطلع ہو سکیں۔
- فقہی حکم کو معتمد علماء کی نگرانی میں مرتب کرکے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا حصہ بنایا جائے، تاکہ آئندہ اس کی قانونی کاروائی کی جا سکے۔

حوالہ جات

[1] ۔ شیخ ابوالحسن علی بن سہل المعروف ربن طبری، "**فردوس الحکمۃ**"، (ناشر: مطبع آفتاب، برلین، سن 1928ء)، ص202۔

[2] ۔ حکیم محمد یاسین دنیاپوری، "**امراض اطفال**"، (ناشر: یاسین دواخانہ وطبی کتب خانہ، دنیاپور ملتان، 2005ء)، ص46۔

[3] ۔ https://dailypakistan.com.pk/27-Nov-2015/299309 تاریخ رسائی: 12 اگست 2021ء۔

[4] ۔ مسلم بن حجاج قشیری، "**صحیح مسلم**"، ج3، ص1538، رقم الحدیث1936۔

[5] ۔ محمد بن اسماعیل بخاری، "**صحیح بخاری**"، ج7، ص95، رقم الحدیث: 5520۔

[6] ۔ کمال الدین محمد بن موسی دمیری، "**حیات الحیوان**"، (مکتبہ الحسن، لاہور، 1998ء، مترجم اردو)، ج1، ص551۔

[7] ۔ ابو بکر بن علی حدادی یمنی زبیدی، "**الجوھرۃ النیرۃ**"، (ناشر: مطبعۃ خیریۃ، طبع اولیٰ 1322ھ)، ج1، ص20۔

[8] ۔ فخر الدین زیلعی، "**تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق**"، (ناشر: المطبعۃ الکبری الامیریہ، بولاق مصر، طبع قدیم، سن 1313ھ)، ج6، ص10۔ زین الدین ابن نجیم مصری، "**البحر الرائق شرح کنز الدقائق**"، (ناشر: دار الکتاب الاسلامی بیروت، س ن)، ج8، ص207۔

[9] ۔ عبدالرحمن شیخ زادہ المعروف داماد آفندی، "**مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر**"، (ناشر: دار احیاء التراث العربی، س ن)، ج4، ص181۔

[10] ۔ **الموسوعة الفقهية الكويتية**، ج35، ص197۔

[11] ۔ شیخ الاسلام زکریا انصاری شافعی، "**اسنی المطالب فی شرح روض الطالب**"، (ناشر: دار الکتاب الاسلامی، س ن)، ج2، ص62۔

[12] ۔ ابوزکریا یحیٰ بن شرف نووی، "**المجموع شرح المھذب**"، (ناشر: دارالفکر بیروت، س ن)، ج2، ص569۔

[13] ۔ محمد بن محمد المختار حنبلی شنقیطی، "**شرح زاد المستقنع**"، (ناشر: دار الکتب العلمیہ)، ج8، ص169۔

[14] ۔ شیخ ابو محمد علی بن احمد المعروف ابن حزم قرطبی اندلسی، "**المحلی بالآثار**"، (ناشر: دار الفکر بیروت، س ن)، ج7، ص610۔

[15] ۔ حکیم محمد یسین دنیاپوری، "**خواص المفردات**"، (ناشر: یسین دواخانہ وطبی کتب خانہ، دنیاپوری، ضلع لودھراں پنجاب، پاکستان)، ج3، ص244۔

[16] ۔ سورۃ البقرۃ:۲/۱۷۳۔

[17] ۔ سورۃ المائدۃ:۵/۴۔

[18] ۔ سورۃ طٰہٰ:۲۰/۸۱۔

[19] ۔ سورۃ الاعراف:۷/۱۵۷۔

[20] ۔ ابو بکر احمد بن حسین خراسانی بیہقی ،"**السنن الکبری**"،(ناشر: دار الکتب العلمیہ ، طبع ثالث1424ھ)، ج10، ص8،الرقم19680۔

[21] ۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث،"**سنن ابی داؤد**"،ج4،ص7،رقم الحدیث3874۔

[22] ۔ برہان الدین محمود ابن مازہ بخاری حنفی،"**المحیط البرہانی فی فقہ النعمانی**"،(ناشر: دار الکتب العلمیہ ،طبع اولیٰ1424ھ)،ج5،ص373۔

[23] ۔ بدرالدین محمود عینی،"**البنایۃ شرح الھدایۃ**"،(ناشر: دارالکتب العلمیۃ، طبع اولیٰ1420ھ)،ج1،ص446۔

[24] ۔ ابو بکر علاء الدین حنفی سمرقندی،"تحفۃ الفقہاء"،(ناشر: دار الکتب العلمیہ، طبع ثانی1414ھ)،ج3،ص343۔

[25] ۔ محمد بن محمد المختار حنبلی شنقیطی،"**شرح زاد المستقنع**"،(ناشر: دار الکتب العلمیہ)،ج8،ص169۔

[26] ۔ شیخ ابو محمد علی بن احمد المعروف ابن حزم قرطبی اندلسی،"**المحلی بالآثار**"،(ناشر: دار الفکر بیروت، س ن)، ج7،ص610۔

[27] ۔ ابو علی محمد بن احمد ہاشمی بغدادی شافعی ،"**الارشاد الی سبیل الرشاد**"،(ناشر: مؤسسۃ الرسالہ بیروت)، ج1،ص546۔

[28] ۔ سورۃ الانعام:۶/۱۱۹۔